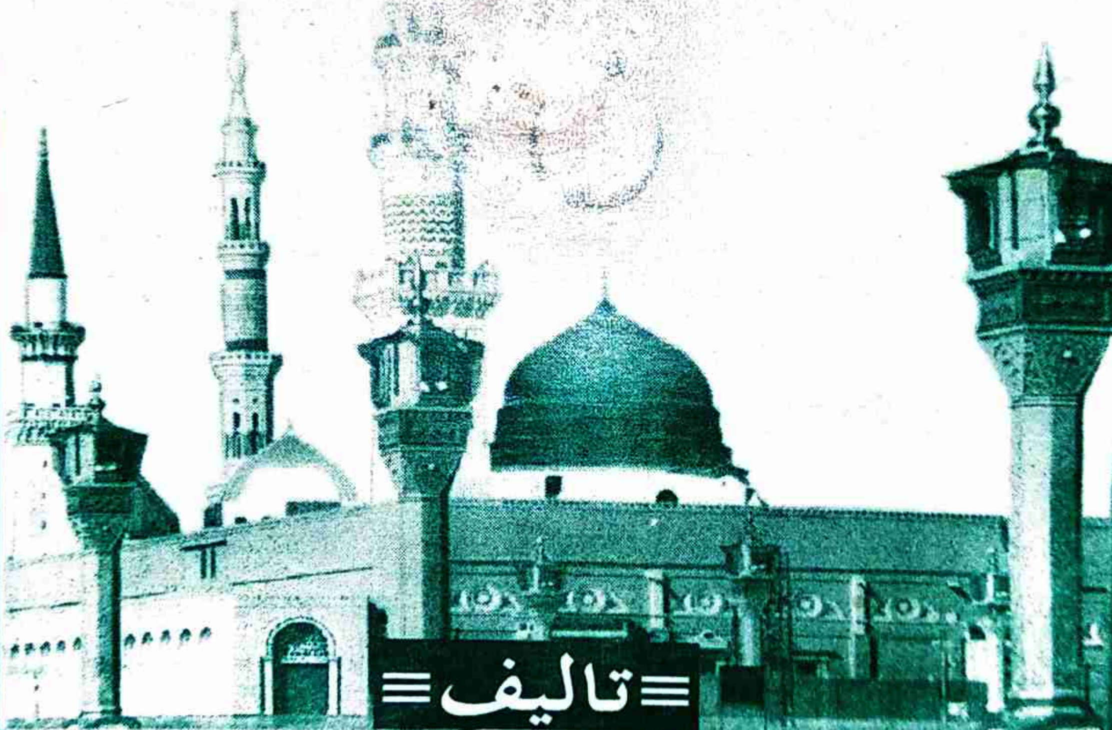
بسم اللہ الرحمن الرحیم

رحمۃ للعالمین

صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم



تالیف

حضرت شیخ العلوم علامہ مفتی

ابوالمحمود محمد صاحب

مظہری، فصاحتی بنارس

ناشر — بزم تصوف شاہ رضا، بنارس

نام کتاب: رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہٖ واصحابہٖ وسلم

پہلی اشاعت: از دار العلوم اہلسنت اشاعت الاسلام
دھنباد (جھارکھنڈ)

دوسری اشاعت: از بزم تصوف شاہ رضا، بنارس

مطبع: شاہانہ گرافکس

سریاں پولس چوکی کے پاس

موبائل نمبر: 94152[illegible]93

ملنے کے پتے

مولانا انوار الحق ضیائی، ابو العلائی، راجہ پورہ، بنارس

حافظ محمود الرحمٰن	مظہروی	مولانا منزل اودھو پورہ، بنارس
مولانا صفات الرحمٰن ضیائی	مظہروی	// // //
صبغۃ الرحمٰن ضیائی	مظہروی	// // //
آیۃ الرحمٰن	مظہروی	// // //
صوفی مشتاق علی	مظہروی	للّٰہ پورہ، بنارس
صوفی محمد ادریس	مظہروی	للّٰہ پورہ، بنارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رحمۃ للعالمین

صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

حضرت شیخ العلوم علامہ مفتی

ابوالمحمود محمد صاحب

مظہری، فصاحتی، بنارس

ناشر

بزم تصوف شاہ رضا، بنارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

یہ ایک بالکل بے داغ اور روشن حقیقت ہے کہ حضور افضل النساء سیّدۂ عالم ''بی بی فاطمہ زہرا'' سلام اللہ علیٰ ابیہا وعلیہا حضور شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سب سے پیاری سب سے دلاری، سب سے محبوب ہیں۔ اس لئے محض حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس رسالہ کو ''خیر النساء سلام اللہ علیہا کی بارگاہ وجاہت میں نذر کر کے دلی ایمانی مسرت محسوس کر رہا ہوں آج سے چند سال قبل ۲۰۰۳ء کو یہ رسالہ ''دار العلوم اہلسنت اشاعت الاسلام'' جھریا ضلع دھنباد (جھارکھنڈ) سے شائع ہو کر ختم ہو گیا ہے، اب اربابِ محبت کی طلب اور مانگ پر دوبارہ ''بزم تصوف شاہِ رضا بنارس'' کی جانب سے شائع ہو رہا ہے دعا ہے کہ پروردگار اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ قبول عام اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

ابوالمحمود محمد مظہری

بنارس

۷رصفر المظفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۶رفروری ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

یا رسول اللہ ہم نے آپ کو ”رحمۃ للعالمین“ بنا کر بھیجا ہے اللہ جل شانہٗ کی ذات وصفات کے علاوہ ہر چیز ہر شئی ہر مخلوق کو عالم کہتے ہیں عالم کہتے ہی اُسے ہیں جس کے مشاہدے سے خدائے واحد کے وجود اور یکتائی پر یقین ہوتا ہے۔ عالم کے ذرے ذرے کو درختوں کے پتے پتے کو، آسمان کے تارا تارا کو، پانی کے قطرہ قطرہ کو دیکھا اور دل کی سلیم فطرت نے پکارا کہ یہ تمام چیزیں خود اپنے سے وجود میں نہیں آئی ہیں۔ بلکہ کوئی ان کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ایک ہی ہے دو نہیں۔ ایک ایک چیز پر نظر ڈالتے جاؤ رب العالمین کی خالقیت، وحدانیت کا یقین مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جائے گا، خالق دو جہاں کے سوا ہر مخلوق عالم ہے عالم میں فرشتے بھی ہیں۔ انسان و جنات بھی۔ زمین وآسمان بھی لوح وقلم بھی۔ عرش وکرسی بھی، بحر وبر بھی۔

اب پڑھو قرآن کا یہ اعلان ”وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین“ یا رسول اللہ آپ میری ہر ہر مخلوق کے فائدہ وبھلائی کے لئے سراپا رحمت ہیں۔ لِلعالمین کا ”لام“ فائدہ اور خیر خواہی کا معنی

دے رہا ہے۔ اور ''رحمت'' کا نکرہ اور تنوینِ تعظیم عمومیّت اور شانِ عظمت کا پتہ دے رہی ہے۔ رنگ کا کام ہے رنگین کرنا، سرخ رنگ میں جو چیز رنگی جائے گی، سرخ ہی ہوگی۔ اللہ کی کتاب آپ کو ''رحمت'' فرما رہی ہے، یعنی آپ کے دامنِ رحمت میں جو بھی آئے گا وہ رحیم ہوگا۔ اب قرآن حکیم کے واشگاف، دوٹوک فیصلے سے ایمان وروح کو خوب تازہ کرلو کہ کفّارِ عرب دامنِ رحمت میں آنے سے پہلے کیا تھے، سنگ دل تھے، بے راہ تھے، مگر اب............

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا
(علامہ اقبال)

جن کی سفا کی تھی مشہور زماں　　بن گئے انسانیت کے پاسباں
جو برے تھے حق کے پیارے بن گئے　　خاک کے ذرے ستارے بن گئے
معجزہ ہے یہ رسول پاک کا
ہادیٔ کل لولاک کا
(سراج العارفین)

قرآن ارشاد فرماتا ہے۔

محمد رسول اللّٰہ والّذین معہ' اشدآء علی

الکفار رحماء بینھم تراء ھھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللّٰہ و رضوانا (پ۲۶ع۱۲)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کافروں پہ بہت ہی سخت ہیں اور آپس میں بہت رحم دل ہیں تم ان کو رکوع کرتے سجدہ کرتے اللہ کا فضل اور اسکی رضا تلاش کرتے ہوئے پاؤ گے۔

قرآن پاک حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو''رحیم'' فرما رہا ہے''رحماء بینھم'' کس کی رحمت کے بدولت رحیم ہوئے، کتاب الٰہی کا فیصلہ سامنے رکھو''وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین '' آپ رحمت ہیں۔ اس رنگ میں جس کو آپ نے رنگ دیا۔ وہ رحیم ہے اب کھل کر بولو کہ صحابہ عظام آپ کی رحمت کے بدولت رحیم ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں خدائے رحیم وکریم نے آپ کو رحمت فرمایا۔ اور ایک دوسری آیت طیبہ میں آپ کو''رؤف رحیم ''فرمایا۔

یہ حقیقت کتنی واضح اور روشن ہے کہ حضور مالکِ کونین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ' کی رافت و رحمت سے '' رؤف رحیم ''ہیں آپ پر خدائے واحد کا رنگ ہے۔ اب پھر پڑھو قرآن

مقدس اور مسلسل پڑھتے رہو۔ تاکہ دم بدم قلب و روح کو تازگی اور زندگی ملتی رہے۔

"صبغۃَ اللّٰہ و من احسنُ من اللّٰہ صبغۃ" (پ ا ع ١٦)

اللہ کے رنگ میں رنگ جاؤ، اور اللہ کے رنگ سے حسین کونسا رنگ ہوسکتا ہے۔

ایمان بول رہا ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ اللہ کی رحمت ورافت سے رؤف رحیم ہیں۔ اور صحابہ عظام رحمۃ للعالمین ﷺ کی رحمت بے مثال سے رحیم ہیں۔ نبی پاک ﷺ کی رحمت رب کریم جلّ مجدہٗ کی ہبہ کردہ ہے، عطائے ربّانی ہے۔

صلی اللہ علیک یا محمد نورَ اللّٰہ

عنوان ہے رحمۃ للعالمین: ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ آپ "رحمۃ للعالمین" ہیں اس ایمان و یقین کے ساتھ یہ حقیقت بھی بالکل یقینی اور بدیہی ہے کہ جب کوئی چیز تسلیم کی جاتی ہے تو اس کے پورے لوازم کے ساتھ مانی جاتی ہے۔ لوازم، لواحق کا ذکر کریں یا نہ کریں قدرۃً وفطرۃً ذکر ہو ہی جاتا ہے۔ مثلاً آپ نے کہا "گلاب" بس اتنا بول کر آپ چپ ہو گئے، مگر ہر سننے والے نے مان لیا کہ

جب ''گلاب'' ہے تو گلاب کی نازک، نازک پنکھڑیاں بھی ہیں، دل میں گھر کر جانے والی حسین صورت بھی ہے، شادابی اور تروتازگی بھی ہے، خوشبو بھی ہے، گل کدۂ فردوس کا ہر گوشہ پکار اٹھا کہ گلاب، شاہکار قدرت اور انتخاب گلشن ہے، دیکھا آپ نے کہنے والے نے صرف لفظ گلاب کہا اور خاموش ہو گیا، مگر قدرۃً اس کے تمام لوازم کا ذکر خود بخود ہو گیا۔ لوازم کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں وہ اپنا ذکر خود کروالیتا ہے۔ یہاں متن کی شرح قدرۃً ہوگئی اسی حقیقت کو اصول و ضابطہ کی روشنی میں یوں تعبیر کرتے ہیں۔

''الشئیُ اذاثبت ثبتَ بِلوازمہ'' ہر چیز اپنے پورے لوازم ہی کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ حقیقت خود اپنی حیثیت منوالیتی ہے۔ آپ سب کے لئے رحمت ہیں۔ آپ کی رحمت کے سب ضرورت مند ہیں۔ آپ کی رحمت سے کوئی بے نیاز نہیں۔ سب نیاز مند ہیں ایمان تو یہ ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اور حد تو یہ ہے کہ۔

کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

آپ رحمت ہیں یہ ایک ایسا صاف، شفاف آئینہ ہے جس کو کوئی اور آئینہ دکھانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اس اُجلے اور بے داغ آئینہ میں حقیقت کے تمام خدوخال خطوط ونقوش بخوبی اور با آسانی دکھائی دیتے ہیں۔ جب قرآن نے ''رحمت'' فرمایا۔ اور مان کر یہ فرمان، ہم ہیں مسلمان، تو رحمت کے تمام لوازم کو تسلیم کر کے ہی ہم ہوں گے صاحب ایمان، اگر کسی ایک چیز کا کر دیا انکار، تو ہوگا قرآن کا انکار، تو ایسے بدنصیب پر ہرگز نہیں ہوگا فضل رحمٰن۔ بالکل یہ ایک بدیہی مسئلہ ہے کہ جو رحمت ہوگا اس کا زندہ ہونا ضروری ہے مردہ کیا رحمت کرسکتا ہے، جو رحمت ہوگا اس کا مالک ہونا بھی لابدی ہے۔ جو مالک ہی نہیں وہ رحمت کیا کرسکتا ہے۔ جو رحمت ہوگا اس کا مختار ہونا بھی یقینی ہے، جو خود بے بس ہے وہ کیا رحمت کرسکتا ہے۔ رحمت ہونے کے لئے لازمی ہے کہ وہ داتا اور سخی و کریم ہو، جو خود مفلس ومحتاج ہے وہ کیا کسی کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کرسکتا ہے۔ لوازم بیان کئے جائیں یا نہ کئے جائیں وہ خود واشگاف اور

روشن ہوئے جاتے ہیں۔ جب کتاب حکیم نے ارشاد فرمایا۔ ''وما ارسلنک الا رحمةً للعالمین ''تو ساتھ ساتھ یہ بھی اعلان ہوتا گیا کہ آپ زندہ ہیں حیات بخش ہیں، حیات النبی ہیں، آپ صاحب اختیار بھی ہیں اور مختار کرنے والے بھی، آپ مالک بھی ہیں اور مالک بنانے والے بھی۔ آپ سخی وکریم بھی ہیں اور داتا ساز بھی۔ آیت رحمت کے زیر دامن بے شمار فضائل ہیں، سردست صرف چند امور بیان کئے جارہے ہیں۔

ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ حضور مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی ہر خوبی ہر کمالی عطیۂ الٰہی ہے فضلِ ربّانی ہے، حدیث پاک ہے کہ۔

''انّما انا قاسم واللہ یُعطی'' (بخاری شریف ج اول ص ۱۴)

یقیناً میں بانٹ رہا ہوں اور اللہ دے رہا ہے۔

عربی گرامر نے تو حد بندی توڑ دی یعنی جب مفعول کا ذکر نہیں ہوتا ہے تو عمومیت مراد ہوتی ہے۔ نہ ''قاسم'' کا مفعول نہ ''یعطی'' کا مفعول، عربی گرامر بڑا ہی پرشکوہ اور دبنگ لب ولہجہ میں اعلان کر رہا ہے، کہ حضور رحمت عالم ﷺ بے انتہا بانٹنے والے ہیں، کتنا اور کیسے کوئی قید نہیں، کوئی پابندی نہیں۔ اللہ دے رہا ہے، کوئی حد نہیں، بے

حساب وکتاب دے رہا ہے، کوئی شمار اور گھیرا نہیں۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا

مالک کونین ہیں وہ پاس کچھ رکھتے نہیں
دونوں جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

آپ زندہ ہیں حیات بخش ہیں

حضور سید عالم زندہ بھی ہیں اور زندگی نواز بھی۔ کیوں؟ آپ ''رحمۃ للعالمین'' ہیں۔ رحمت ہونے کے لئے زندہ ہونا لازمی ہے، قدرے تفصیل آپ اُوپر پڑھ چکے ہیں۔ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ اذن الٰہی سے مردوں کو زندہ کرنا بھی بیان فرمایا ہے۔ حضور سیدنا افضل الرسل محمد رسول اللہ ﷺ نے سوکھی، بے جان لکڑی پر دستِ کرم رکھ دیا، زندہ ہوگئی، بے زبان تھی، زبان والی ہوگئی، مختصر واقعہ یہ ہے ''کہ منبر نبوی بننے سے پہلے آپ کھجور کی سوکھی لکڑی پر اپنا دستِ رحمت رکھ کر وعظ و خطبہ دیتے تھے۔ منبر بن جانے کے بعد آپ اسی منبر پر خطبہ اور وعظ فرمانے لگے۔ یہ لکڑی آپ کی جدائی برداشت نہ کرسکی غمِ فراق میں زار و قطار

رونے لگی، آپ نے اس پر اپنا دستِ شفقت رکھا، دفن کرایا اپنے ساتھ جنت میں لے جانے کا وعدہ فرمایا، یہ واقعہ بخاری شریف میں متعدد جگہوں پر آیا ہے۔

یہاں اختصاراً بخاری شریف ص ۱۲۵ جلد اول، سے اقتباس کیا ہے، اس واقعہ کو حضرت عارف رومی مولائے روم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی ایمان آفریں اور وجد آگیں اسلوب بیان کے ساتھ اپنی کتاب ''مثنوی شریف'' میں بہت ہی شرح وبسط کے ساتھ ذکر کیا ہے فرماتے ہیں۔

استنِ حنانہ از ہجر رسول
نالہ میزد ہمچوں اربابِ عقول

بات جب چل پڑی ہے منبر اقدس کی تو ایک واقعہ اور پڑھ لو'' حضور سیدنا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر نبوی پر کھڑے خطبہ دے رہے ہیں، سیکڑوں میل دوری پر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ مقام قادسیہ میں دشمنانِ اسلام سے مصروف جہاد ہو کر اسلامی فوج کی قیادت کرر ہے ہیں۔ امیر المومنین خطبہ دیتے دیتے حضرت ساریہ کو خطاب کر کے یہ ہدایت فرما رہے ہیں ''یا ساریۃُ

الجبل یا ساریۃُ الجبل ‘‘ فکر انگیز، غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ امیر المومنین منبر نبوی پر قادسیہ سیکڑوں میل کی دوری پر، پہاڑ کی جانب حضرت ساریہ کی نظر نہیں، حضرت عمر کی نظر ہے۔ اور صرف پہاڑ ہی پر نہیں بلکہ پہاڑ کے پیچھے سے حملہ آور مخالف فوج پر بھی نظر ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ’’یا ساریۃُ الجبل یا ساریۃُ الجبل ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو بس اب دشمن کی فوج حملہ ہی کرنا چاہتی ہے۔ ساریہ وہاں موجود رہ کر بھی نہیں دیکھ پا رہے ہیں، مگر رسول اللہ کے خلیفہ مدینہ سے دیکھ رہے ہیں۔ (ماخوذ از تاریخ الخلفاء ص ۸۹) عمر کی نظر میں یہ نظر کہاں سے آئی ؟ بولو کیا بولو گے؟ ایمان بولے گا کہ بس یہ صرف منبر نبوی کا فیض ہے، جب منبر اطہر کا یہ فیض ہے تو حضور مالک ومختار ﷺ کے سراپا وجود اقدس کا فیض وکرم کیا ہوگا؟

اللّٰھم صلّ سلم صلوٰۃ وسلاماً علیک یا رسول اللہ

حضور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بڑی ہی نرالی وانفرادی ہے، اس وصف بے مثالی میں آپ بہت ممتاز ہیں۔ پڑھ رہے ہیں نماز۔ کر رہے ہیں قیام ورکوع، سجود وقعود، لیکن انتظام لشکر کا کر رہے ہیں۔ بخاری شریف جلد اول ص ۱۶۳ میں ہے کہ۔ اِنّی لا

جَہِزُ جَیشی و انا فی الصلوٰۃ میں نماز کی حالت میں اپنے لشکر کا انتظام کرتا رہتا ہوں۔

سیدنا عمر کا یہ انداز بندگی، دینی لگن، پیغمبر رحمت ﷺ سے قربت ونسبت کا پتہ دے رہی ہے۔

نسبت بھی کیسی چیز ہے دامان یار سے
بے فکر جی رہا ہوں ہر اعتبار سے

صحابہ کرام صرف مومن ہی نہیں بلکہ سراپا ایمان، متقی ہی نہیں بلکہ مجسم تقویٰ ہیں مگر ان کو بھی نسبت اور وسیلہ کی ضرورت ہے اختصاراً ایک اور واقعہ سے تنویرِ قلب تطہیر روح کرلو۔

"ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑے ہی ذوق و شوق، عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے ایک چادر بُن کر بارگاہِ اقدس میں لیکر حاضر ہوئیں۔ حضور پاک ﷺ نے پسند کرکے زیب تن فرمایا، اتنے میں غنیمت موقع سے استفادہ کرتے ہوئے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس چادر کو آپ سے مانگ لیا۔ حضور ﷺ نے عطا فرمادیا، اس مانگنے پر صحابہؑ کرام نے سائل سے کہا تم نے اچھا نہیں کیا تم اچھی طرح جانتے ہو حضور نبی کریم ﷺ کسی سائل

کو محروم نہیں فرماتے مانگنے والے نے جو جواب دیا ان ہی کے الفاظ میں خوب دھیان سے پڑھو۔

اِنّی واللّٰہ ماسألته لا لبسه‘ و انّما سألته لِتکون کفنی

(بخاری شریف جلد اول ص ۱۷۰)

خدا کی قسم پہننے کے لئے نہیں بس صرف کفن بنانے کے لئے مانگا ہے۔ پورے واقعہ کو ایک بار پھر پوری توجہ سے پڑھو۔ صحابۂ کرام کا یہ بولنا ''انہ لا یرد '' آپ کسی کے سوال کو رد نہیں فرماتے۔ صحابہ عظام کے اسی عقیدہ و عمل کو تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ‘ یوں بیان کرتے ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحیٰ تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

صحابی نے دنیا میں پہننے کے لئے نہیں مانگا، بلکہ اپنی اخروی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی چادر شریف کا سہارا لیا اور اسی خاطر دست سوال بڑھا دیا جسم انور سے چھو جانے سے پہلے صرف وہ ایک چادر تھی۔ بدنِ پاک سے

نسبت ہو جانے کے بعد اب صرف چادر نہیں بلکہ چادر شریف ہے توشۂ آخرت ہے، بکثرت ایسے ثبوت ہیں کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تبرکات بنوی کو کفن کے ساتھ قبروں میں رکھنے کی اپنے متعلقین کو ہدایت کی ہے۔ چنانچہ حسب تلقین تبرکات رکھے گئے ہیں۔ اسی روشنی میں کفن کے ساتھ ''عہد نامہ، شجرہ مبارکہ اور دیگر تبرکات رکھے جاتے ہیں۔ سنت مصطفیٰ اور سنت صحابہ کے مطابق چلنے والے ہی کو اہلسنت و جماعت کہتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے۔

''ماانا علیه و اصحابی (۱)'' (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰)

آپ مالک ہیں نوازش وکرم، رحمت ومہربانی کرنے کے لئے مالک ہونا از حد ضروری ہے جس کی ملکیت میں کچھ ہے ہی نہیں وہ کسی کو کیا دے سکتا ہے۔ قرآن مبین نے آپ کو ''رحمت'' فرمایا۔ تو ساتھ ساتھ یہ بھی اعلان کر دیا کہ آپ مالک بھی ہیں۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ جو رحمت ہوگا اس کا مالک ہونا یقینی ہے قرآن کا یہ اعلان ''اِنَّا اعطینکَ الکوثر'' یارسول اللہ ہم نے آپ کو کوثر بخشا۔ ''کوثر'' ہی کی وسعت میں ''حوض کوثر'' بھی ہے۔

شریعت طاہرہ کا ایک مسلم الثبوت مسئلہ یہ ہے کہ جب کسی

(۱) جنتی وہی ہے جو میرے اور صحابہ کی راہ پر چلے۔

کوکسی چیز کا مالک بنانا ہوتا ہے۔ تو اعطیتُ ، وھبتُ ، جیسے الفاظ بولتے ہیں اب آیت بالا کا صاف واضح ترجمہ یہ ہے کہ یا رسول اللہ ہم نے آپ کو ''کوثر'' کا مالک بنادیا۔ اور ظاہر ہے کہ مالک جس طرح جیسے بھی چاہتا ہے اپنی ملکیت میں ہر طرح سے تصرف کرتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے آپ کو ''کوثر'' کا مالک بنا کر اس میں ہر طرح کا حق واختیار عطا کر دیا ہے۔

اسی حقیقت کی ترجمانی امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان کس شکوہ کلامی، زور بیانی قوت ایمانی سے عشق وایمان کے اسلوب اور لب ولہجہ میں کر رہے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

رب کریم نے ''کوثر'' فرمایا جب خدائے کریم ہی نے فرمادیا زیادہ اور بہت ہی زیادہ تو پھر اس کثرت کو کون گھیر سکتا ہے۔ ایمان والوں کے لئے اس عجز وبے کسی کی جگہ بس یہی مناسب ہے کہ صحابہ عظام کے اسوۂ متوارثہ، سنت متداولہ کا سہارا لیتے ہوئے یہ کہہ کر خاموش ہوجائیں ''اللہ و رسولہ اعلم ﷺ'' اللہ و

رسولہ اعلم ''بولنا صحابہ اخیار کی بڑی پیاری ایمانی سنت ہے۔

اللہ ورسولہٗ اعلم کا ترجمہ اور عربی گرامر: سب سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول جاننے والے ہیں۔ معطوف اور معطوف علیہ کا حکم ایک ہوتا ہے، اور یہ قول صحابۂ عظام کا ہے صحابہ کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ ''اعلم'' ہیں ہم بھی اپنے ان اماموں کی اتباع میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ عالمِ ما کان وما یکون ہیں۔

دل سے حاکم دل سے مالک جانو: قرآن کریم آپ کو رحمت فرما رہا ہے۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کر رہا ہے کہ آپ مالک بھی ہیں، اور حاکم بھی اس جگہ قرآن مقدس کی اس آیت مبارکہ سے ایمان وروح کو خوب روشن کرلو۔ فلا و ربک لایومنونَ حتی یحکّمون فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مِمّا قضیتَ و یسلّموا تسلیماً (پ۵ سورہ نساء)

ترجمہ: آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ اپنے آپسی جھگڑے میں آپ کو حاکم بنائیں پھر آپ کے فیصلے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں۔ اور خوب اچھی طرح سے آپ کے حکم کو دل سے مان لیں۔

دل کی پوری کشادگی اور خوشی سے آپ کو اپنا حاکم مانا۔ اور آپ کے ہر فیصلے کو پوری رغبت سے تسلیم کیا۔ تب تو مسلمان۔ اور اگر ذرا کمی کی تو لاکھ کلمہ پڑھیں پڑھائیں۔ مومن ہی نہیں۔ قرآن حکیم کا ہے یہ فیصلہ، یہ فتویٰ۔ قسم کے ساتھ ''لایومنون'' مومن ہی نہیں۔ معلوم ہوا کہ صرف کلمہ طیبہ پڑھنے پڑھانے کا نام ایمان نہیں ہے بلکہ پیغمبرِ قرآن ﷺ کو دل وجان سے حاکم اور مالک ماننے کا نام ایمان ہے۔ آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت امام ابوبکر احمد علی رازی، جصاص بغدادی حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفیٰ ۳۷۰ھ اپنی شہرۂ آفاق، بے حد مستند کتاب ''احکام القرآن'' ص ۲۶۰ ج ۲ / میں لکھتے ہیں کہ۔ ''فی ھٰذا الآ یۃ دلالۃ علی من ردّ شیئاً من او امر اللّٰہ تعالیٰ او امرہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خارج من الاسلام سواء ردّہ' من جھۃ الشک فیہ او من جھۃ ترک القبول والامتناع من التسلیم.

ترجمہ: اس آیت میں دلیل اس بات کی ہے کہ جس نے اللہ ورسول کے کسی حکم کو شک کی بنیاد پر یا سرے سے قبول نہ کرنے کی بنیاد پر ٹھکرادیا تو وہ اسلام سے خارج ہے۔ مسلمان ہی نہیں۔

حضور سیدنا سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۲۸۳ھ فرماتے ہیں کہ۔ من لم یرو لایة الرسول ای امره و حكمه (عليه) ای جاريا على نفسه (فى جميع الاحوال) (و يرى نفسه فى ملكه) بكسر الميم اى فى تصرف نفسه و تدبير امره (لا يذوق حلاوة سنة) (شرح شفاء ۲/۳۵)

ترجمہ: جس کسی نے بھی رسول پاک ﷺ کی ولایت و حکومت کو اپنی ذات پر ہر حال میں نافذ و جاری نہیں رکھا۔ نیز اپنی ذات کو انکی ملکیت میں تسلیم نہیں کیا تو وہ سنت مصطفیٰ کی مٹھاس کی لذت نہیں پا سکتا۔

آپ مختار ہیں: جب آپ نے رحمت مانا ہے تو آپ یہ بھی یقین کرو کہ آپ صاحب اقتدار بھی ہیں۔ اس سے رحمت وسخا کی امید کیا باندھی جا سکتی ہے جو خود بے بس اور بے اختیار ہے۔ رحیم کے لئے صاحب اختیار ہونا ایسا ہی لازم ہے۔ جس طرح سورج کے لئے روشنی۔ مالک کے لئے صاحب اختیار ہونا بھی ضروری ہے، ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنی دولت و ثروت کا مالک تو ہے لیکن

اس کے خرچ کرنے پر اس کی قدرت ہی نہیں، پاس کنجی ہی نہیں ۔ بہت ہی روشن مثال یہ لے لو روپئے آپ کے بنک میں جمع ہیں ۔ مالک آپ ہی ہیں ۔ لیکن آپ جس وقت اور جس طرح چاہیں کام میں نہیں لاسکتے ہیں ۔ مسئلہ صاف ہوگیا کہ مالک ہو ۔ تو مختار بھی ہو ۔ "رحمة للعالمين" فرما کر قرآن مجید نے تو آپ کے مالک و مختار ہونے کا ایمان آفریں اعلان کر ہی دیا ۔ مزید درمزید یہ بھی فرمادیا کہ ۔ وما اتاكم الرسول فخذوه و مانهاكم عنه فانتهوا (۱) (پارہ ۲۸ ع ۴)

سب کے لئے چار ۔ مگر علی مرتضیٰ کے لئے بس ایک

اللہ فرمارہا ہے کہ: فانكحوا ماطابَ لكم من النساء مثنىٰ و ثلث و ربٰع "نکاح کرو تم کو جو عورتیں پسند آئیں دو دو، تین تین، چار چار، بیک وقت نکاح میں چار عورتوں کو رکھنے کی قرآن حکیم نے اجازت دی ہے ۔ ہر صحابی، ہر امتی کے لئے ایک ساتھ چار بیویاں حلال، طیب ۔ مگر ایک ایسی منتخب، چیدۂ روزگار ہستی ہے جس کے لئے صرف ایک ہی حلال ایک ہی طیب، باقی سب منع، حرام، یہ ہیں حضور سیدنا مولیٰ مشکل کشا علی مرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ ۔ ان کے لئے

(۱) رسول تم لوگوں کو جو دیں لو ۔ اور جن چیزوں سے روک دیں رک جاؤ ۔

مالک ومختار سیدنا وسید الکل حضور محمد رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ہی کی اجازت دی۔ مگر ساتھ ساتھ یہ بھی تو دیکھو کہ ان کے نکاح اقدس میں ہیں کون؟ ان کے نکاح انور میں وہ برگزیدہ خاتون ہیں جو امّاں حوّا اعلیٰ زوجہا وعلیہا السلام سے لیکر قیامت تک کی تمام عورتوں میں سب سے افضل، سب سے اشرف ہیں، خیر النساء ہیں، جگر پارہ رسول ہیں، سیدتنا آمنہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل کا ٹکڑا اور پوتی ہیں۔ حضور سیدنا سرکار عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی نور نظر اور پوتی ہیں۔ حضور سیدتنا اُم المومنین صدّیقۂ عظمیٰ خدیجۂ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہزادی ہیں۔ دل کی خوشی ہیں۔ سیّدین، کریمین، سعیدین، شہیدین امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام، امام حسین شہید کربلا علیہ السلام کی والدۂ مخدومہ ہیں۔ نام پاک ''فاطمۂ زہرا'' ہے۔ درود وسلام ہو ان کے ابّا حضور پر، اہل بیت اطہار پر، صحابۂ اخیار پر، ائمہ مجتہدین پر، علمائے اسلام پر، اولیائے امت پر اور سب مسلمان پر۔ اللّٰھم صلِّ و سلّم علی سیدنا محمد النبی الامی و علیٰ اٰلہ واصحابہ صلوٰۃ و سلاماً علیک یا رسولَ اللّٰہ و یا خیرَ النساء.

وہ کون ایسے خوش نصیب ہیں
جن کی اکیلی ایک گواہی دو کے برابر ہے۔

قرآن حکیم کا ایک محکم قانون ہے کہ زنا کو مستثنیٰ کرکے ہر معاملے کے لئے دو عادل گواہ کا ہونا لابدی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے ''ذوا عدل منکم'' کوئی کتنا ہی وجیہہ الشان، مومن، متقی، محفوظ، بے داغ، فرشتہ صفت ہو، مگر صرف اکیلے گواہی دے گا۔ ہرگز قبول نہ ہوگی کیوں؟ حکم الٰہی ہے کہ ''ذوا عدل منکم'' دو عادل گواہ ہونا ضروری ہے۔ مگر مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی کرم گستری اور اختیار و اقتدار ہے کہ حضور سیدنا ابو عمارہ خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا ''دو شہادت والے'' تمام صحابہ کبار میں یہ خصوصی امتیاز، انفرادی شان صرف آپ ہی کی ہے۔ آپ اکیلے گواہی دے دیں گے شہادت کا نصاب پورا ہو جائے گا۔ واقعہ کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ۔

حضور شہنشاہ کونین ﷺ نے ایک شخص سے اونٹ خریدا بیچنے والے نے انکار کر دیا کہ ''میں نے اونٹ فروخت نہیں کیا ہے'' آپ کہتے ہیں کہ میں نے خریدا ہے تو کوئی گواہ پیش کریں۔ اب مسئلہ

نہایت پیچیدہ ہوگیا جب خرید وفروخت ہوئی تھی تو اس موقع پر کوئی موجود نہیں تھا۔ اب سب کی نظر قانون اور ضابطہ پر ہے کہ گواہ کے لئے موقع پر حاضر رہنا ضروری ہے۔ شہادت کیسے دیں؟ اتنے میں وہ آ گئے جن کی قسمت میں کاتب تقدیر نے تمام مسلمانوں میں سب سے ممتاز ہونا لکھا تھا۔ حضور سیدنا ابو عمارہ خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باانداز دبنگ نہایت ہی باوقار، تابدار آواز سے پُر اطمینان لب ولہجہ میں اعلان کر رہے ہیں کہ سب لوگ گواہ رہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ خریدا ہے سب دنگ ہوکر رہ گئے کہ خزیمہ موقع پر تو موجود تھے نہیں۔ گواہی دے کر ایسی جسارت کیسے کردی؟ خزیمہ بولے خدا کو بن دیکھے کیسے گواہی دی؟ حضرت جبرئیل کو قرآن لاتے دیکھا نہیں کیسے شہادت دی؟ جنت ودوزخ اور ہر غیب پر ایمان کیسے لائے؟ جب ان غیوب کی گواہی دل کی سچائی سے دی ہے۔ یہ تو صرف ایک اونٹ کی خرید وفروخت کا مسئلہ ہے۔ اُدھر خزیمہ نے شہادت۔ اِدھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ زباں جو ''کن'' کی کنجی ہے۔ اس سے خزیمہ کی قسمت کھلی ''ذو الشہادتین'' دو شہادت والے کا لقب پایا۔

وہ زباں جن کو سب کن کی کنجی کہیں

ان کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حق یہ ہے کہ اس خوبی میں کوئی آپ کا ہم رتبہ نہیں مصطفیٰ کی رحمت برسی اور خزیمہ کی قسمت چمکی رضی اللہ عنہ۔

آپ سے بڑھ کر سخی کوئی نہیں: آپ رحمت للعالمین ہیں۔ رحمت کے لئے جواد و کریم ہونا ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسے آسمان کے لئے بلندی۔ جب ان کے رب نے فرمایا "رحمۃ للعالمین" تو یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میرا محبوب جواد و کریم بھی ہے۔ بخیلی اور کنجوسی سے کوئی نسبت اور واسطہ نہیں۔ دنیا اور آخرت کی ساری نعمتیں ایک طرف۔ آپ تو غیب بتانے میں بھی بے حد فیاض و کریم ہیں۔ عالم الغیب و الشہادۃ فرمارہا ہے۔ "وما ھو علی الغیب بضنین" (ع ۴) اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

کریم کہتے ہی اسے ہیں۔ جس کے در سے کوئی خالی نہ جائے، اور مانگنے والے کو اسکی مانگ سے سوا ملے۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہادیئے ہیں در بے بہادیئے ہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

صحابۂ کرام کا بیان ہے کہ:

کان النبی ﷺ اجود الناس بالخیر ''(بخاری ۲/۴۸۷)

آپ امور خیر میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی ہیں۔

آپ ہی رحمۃ للعالمین ہیں اور کوئی نہیں | آپ کا پورا وجود اقدس ''رحمت'' ہے آپ کی ادا ادا رحمت، آپ کی رسالت رحمت، آپ کی ولادت با سعادت رحمت، آپ پیدا ہوئے تو سب پیدا ہوئے۔ آپ کو خالق دو جہاں نہ پیدا کرتا تو کسی کو نہ پیدا کرتا۔ آپ کی میلاد شریف ہی باعث تخلیق کون و مکان ہے میلاد شریف سراپا رحمت ہے۔ میلاد شریف سے شرک مٹتا ہے۔ توحید الٰہی کا اجالا پھیلتا ہے۔ جو پیدا ہوگا مولود ہوگا۔ خدا نہیں ہوسکتا ہے۔ اسکی ولادت منائی جائے گی۔ اسکی خدائی تسلیم نہیں کی جائے گی۔ مولود، خدا کا شریک نہیں ہوسکتا ہے۔ ہم میلاد شریف کا ذکر کر کے توحید الٰہی کا

اعلان کرتے ہیں۔ اور شرک کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتے ہیں۔ میلاد شریف ایک کے علاوہ سب کے لئے مسرت ہے۔ آپ کی میلاد شریف سے سب خوش، ہر نبی، ہر رسول خوش، ہر فرشتہ، ہر مخلوق خوش، ایمان تو یہ ہے کہ سب کا رب خوش۔ مگر ابلیس اور اسکے ہم مزاج نہ تب خوش نہ اب خوش، اب بلا تمثیل تقریبِ فہم کے لئے یہ سمجھو۔

گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا۔ اس بچے سے جتنے تعلق رکھنے والے ہوں گے وہی خوشی منائیں گے۔ چاہنے والوں کا طبقہ جتنا وسیع ہوگا اسی لحاظ سے خوشی منائی جائے گی۔ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی میلاد پاک بستی دو بستی کے لئے نہیں، ملک دو ملک کے لئے نہیں۔ عالم دو عالم کے لئے نہیں، خالق کائنات نے جتنے عالم اور مخلوق پیدا کئے ہیں سب کے لئے مسرت و شادمانی ہے ذات آپ کی رحمت، میلاد آپ کی مسرت ہے۔

اللّٰھم صلّ و سلّم صلوٰۃً و سلاماً علیکَ یا رسولَ اللّٰہ

میلاد شریف کی رحمت کافر پر بھی ؛ ابولہب جیسے ازلی کافر کا قرآن حکیم نے کنیت کے ساتھ ذکر کر کے اسکی بے حد تحقیر کر دی۔ کوئی ایسا کافر نہیں جس کا ذکر اس صراحت کے ساتھ قرآن حمید میں

آیا ہو۔ مگراس کافر نے پیدائش کی خبر پاکر مارے خوشی کے اپنی سب سے چہیتی لونڈی ثویبہ کو آزاد کردیا۔ اس ازلی کافر نے میلاد اقدس پر خوشی کی تو رحمٰن ورحیم اس کا عذاب ہلکا کردیتا ہے۔ اس واقعہ کو بخاری شریف کے حوالے سے حضور شیخ محقق امام عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۵۲ھ نے اپنی نہایت ہی مستند ''کتاب ماثبت بالسنۃ'' شریف میں بہت ہی شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے نیز آپ نے میلاد مبارک کے دن خوشی کرنے، نئے کپڑے پہننے، کھانا کھلانے، ذکر میلاد کی محفل سجانے غرض کہ خوشی کے تمام امور کو نہایت ہی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حضور امام شیخ محقق قدس سرہ، بارگاہ مصطفوی میں اتنے مقبول اور پیارے ہیں کہ آپ کی ہر کتاب اور اس کی سطر سطر سند اور قابل عمل ہے۔ ایک ایک سطر سے ایمان و نور کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ۔

سلسلہ بیان یہ ہے کہ میلاد شریف پر ''ابولہب'' جیسے ازلی کافر نے خوشی منائی تو اس پر یہ ابر کرم۔ اب یہیں پر اپنا ایمان سنبھال کر یہ یقین کرلو کہ مومن عاشقِ رسول میلاد اقدس پر خوشی منائے گا تو اس پر رحمت الٰہی کے برسنے کا انداز کیا ہوگا۔ ہے کوئی جو حساب لگا

سکے؟ یہ رحمت ونور کی بارش ہے اس کے آگے دنیا کے ساون بھادوں کی حقیقت اور اوقات ہی کیا ہے ۔ مسلمان محفل میلاد سجائیں ۔ پروردگار مومن کا دل سجائے اہل ایمان میلاد پاک میں خرچ کرنے کے لئے اپنے دل کھولیں۔ رحیم وکریم رزق و کرم کے دروازے کھولے۔ آمین۔

صلوٰۃ وسلام ودیگر احکام الٰہی
ایک بہت ہی ایمان افروز حقیقت

حق سبحانہٗ تعالیٰ نے حکم فرمایا: صلّو اعلیہ و سلّموا تسلیماً :خوب خوب نہایت ہی کثرت سے درود وسلام پیش کرو۔ مگر اس حکم ربانی پر بہت ہی نیاز مندانہ، عاجزانہ، درگاہ الٰہی میں مومن یہ کہتا ہے۔ اللّٰھم صَلِّ و سلِّم علیه ''یا اللہ تو ہی اپنے حبیب پاک ﷺ پر درود پاک نازل فرما۔ یہاں پر عقل کی دنیا تنگ ہے، ہوش وحواس دنگ ہے، رب العالمین نے فرمایا، ''اقیموا الصلوۃ''، مسلمانوں نماز قائم کرواوراسی طرح تمام احکام خداوندی بندہ کہتا ہے۔ یا الٰہی ہمکو اپنے حکم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ہم تیری توفیق خیر سے حتی المقدور عمل کررہے ہیں عمل کرتے رہیں

گے۔ مسلمان کہیں بھی یہ جسارت نہیں کرتا کہ یا اللہ نماز وزکوٰۃ، روزہ و حج، یہ سب تیرے احکام ہیں تو ہی کر، ہم نہیں کر سکتے۔ ہم کو کرنے کی اتنی قوت کہاں؟ مگر تمام احکام ربانی میں صرف درود و سلام ہی ایک ایسا حکم ہے کہ رب فرماتا ہے کہ "صلّوا علیه و سلّموا" تو مسلمان عرض کرتا ہے۔ "اللّٰهمَّ صلّ و سلِّم علیه" جس کا ترجمہ ہی یہ ہے کہ یا اللہ تو ہی اپنے حبیب کریم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام نازل فرما۔

ایسا کیوں؟ درحقیقت یہ مسئلہ ہے بڑا پیچیدہ۔ مگر ہے آسان بھی۔ دھیان دو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ حضور مالک کونین ﷺ نے صدیق اکبر جیسے افضل صحابہ کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا۔ "یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقةً غیر ربّی اے ابوبکر درحقیقت میرے رب کے سوا کسی نے مجھ کو پہچانا ہی نہیں۔

صلوٰۃ وسلام ایک وجیہہ الشان تحفہ ہے۔ اور ہدیہ پیش کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے مقام سے ہم خوب اچھی طرح سے واقف ہوں جن کو یہ تحفہ پیش کرنا ہے۔ رسول دوجہاں ﷺ کی شانِ اقدس بے حد، بے پناہ بلند و بالا ہے کہ وہاں تک کسی مخلوق کی پہنچ ناممکن ہے۔

مسلمان ڈر رہا ہے، اس کا بال بال کانپ رہا ہے کہ اے میرے کریم تیرا ہر حکم سر آنکھوں پر۔ مگر ہم تیرے حبیب ﷺ کی شانِ اقدس سے کما حقہ واقف نہیں ہیں۔ ان کی شایانِ شان تو ہی درود و سلام نازل فرما۔

اللھم صلِّ و سلِّم علیه کما تحبُّ و ترضی

شامی جلد اول صفحہ ۸۵ میں ہے کہ۔

''قال القھستانی و معناہ الثناء الکامل الا ان ذلک لیس فی وسعنا ، فامرنا ان نکل ذالک الیه تعالیٰ کما فی شرح التاویلات. علامہ قہستانی نے فرمایا کہ صلوٰۃ سے مراد پوری ثنا کرنا ہے۔ مگر ایسا کرنا ہمارے بس میں نہیں ہے تو ہم مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ درود و سلام اللہ تعالیٰ ہی کو سپرد کردیں۔ جیسا کہ شرح تاویلات میں ہے۔

فضائل درود و سلام: صلوٰۃ و سلام کے فضائل و ثواب حد سے کہیں زیادہ ہیں۔ علماء اسلام کثرھم اللہ نے اس موضوع پر مستقل، مفید علمی مستند کتابیں بکثرت تصنیف و تالیف کی ہیں۔ ان میں ایک جامع کتاب ''القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع

ہے، جو نقاد حدیث ابوالخیر شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۰۲ھ کی تصنیف کردہ ہے۔ راقم السطور نے اپنی کتاب "سند الاولیاء" میں کتاب مذکور و دیگر قابل استناد کتابوں سے استفادہ کر کے درود و سلام کے فضائل و برکات قدرے تفصیل سے لکھا ہے۔ ایمان کی تازگی، روح کی بالیدگی کے لئے یہاں صرف چند فضائل و درجات لکھے جاتے ہیں کہ اس سے زیادہ اس مختصر رسالہ میں گنجائش کہاں۔

۱:- درود شریف کے ذریعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی رابطہ نہایت ہی مضبوط ہوتا ہے۔

۲:- جس کا کوئی مرشد و رہبر نہ ہو اس کا مرشد و پیر درود شریف ہے۔

۳:- یہ ہر حال میں مقبول بارگاہ ہے، دل سے پڑھو یا بے دل۔ اور اس کے طفیل دیگر عبادتیں بھی مقبول ہوتی ہیں۔

اب بڑا ہی ایمان آفریں برکت و رحمت کا وقت ہے۔ تنویر قلب، تطہیر روح کا سامان ہے۔ جود و سخا کی گھٹا چھا رہی ہے۔ فضل و کرم جھوم کر برسنا ہی چاہتا ہے۔ آؤ ہم سب بے انتہا ادب و احترام کے ساتھ با انداز والہانہ وجد و رقص، کیف و سرور کے عالم میں لذت غلامی سے خوب سرشار ہو کر کھڑے ہو جائیں اور اپنے آقا کی بارگاہ میں یوں عرض کریں۔

یا نبی سلام علیک یارسول سلام علیک

یاحبیب سلام علیک صلوٰ ۃ اللہ علیک

دولتِ دارینِ دیدو، صدقۂ حسنین دیدو

کچھ شہ کونین دیدو، غم زدوں کوچین دیدو

یا نبی سلام علیک یارسول سلام علیک

یاحبیب سلام علیک صلوٰ ۃ اللہ علیک

محتاج رحمت

ابوالمحمود محمد مظہری

ابن

ولّی ربّانی مولانا

الحاج محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ

مولانا منزل۔ اودھوپورہ، جے 2/12 بنارس

۷؍صفر المظفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۶؍فروری ۲۰۰۷ء

مؤلّف کی مطبوع کتابیں

(۱) خلفاء راشدین، رضی اللہ عنہم

(۲) صدیقۂ اولیٰ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا

(۳) ذکر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہٗ

(۴) اصول تفسیر

(۵) شاہ رضا:۔ حضور قطب العارفین دادا میاں علیہ الرحمۃ کی حیات مبارکہ کے ساتھ تصوف کے اہم امور کا بیان

(۶) سندالاولیاء:۔ [illegible] سندالاولیاء علیہ الرحمۃ کی سیرت طیبہ اور مرکزی مسائل تصوف کا ذکر۔

(۷) فن سپہ گری کا ثبوت قرآن وحدیث سے۔

(۸) شبِ برات ۔

(۹) عقائد۔

(۱۰) اسلام اور صنف نازک۔

(۱۱) اشاعتِ اسلام کی راہیں۔

جلد شائع ہونے والی کتابیں

اللآلی فی شرح البیضاوی

حضرت قاضی بیضاوی علیہ الرحمۃ کی تفسیر کردہ
سورۂ فاتحہ کی شرح۔ صفحات تین سو

صدیقانِ طریقت

پیر بھائیوں کی فضیلت وضرورت
قرآن وحدیث کی روشنی میں صفحات تین سو

اصطلاحات صوفیہ عظام

صوفیۂ کرام کے مخصوص اصطلاحی الفاظ کی تشریح
صفحات ایک سو پچاس

مشائخ سبع سلاسل شریف

چونکہ بزرگوں سے سات سلسلوں کی اجازت ہے، اس لئے مشائخ سبع سلاسل شریف کے ذکر کے ساتھ تمام شجرات طیبات کا مفصل بیان لیکن بکثرت ایسے سلسلے ہیں، جوان سات سلسلوں سے باہم پیوستہ، وابستہ ہیں، جیسے طیفوریہ، کمیلیہ، شرتکیہ، نوریہ، مدینیہ، مغربیہ جبّاریہ، قشیریہ، جلالیہ، بکتاشیہ، رفاعیہ، شاذلیہ لعل شاہ بازیہ، قلندریہ، وغیرہ صرف اکتالیس سلسلوں کا مختصر تذکرہ۔ صفحات دوسو پچاس ۲۵۰